

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کا عظیم علمی کارنامہ امام لاہوریؒ کے تفسیری افادات کی حفاظت تالیف و ترتیب اور اشاعت

حامداً و مصلیاً:

برصغیر میں جو افراد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور امام احمد علی لاہوریؒ کے مشن بالخصوص ان کے قرآنی علوم و معارف کے اسلوب کے ترجمان تھے ان میں آخری نشانہ کی صورت پر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، مشن اور تفاسیر امام لاہوریؒ کے پرچم کو تھامے ہوئے ہیں۔ عوارض و امراض کے ہجوم اور ہیرانہ سالی کے باوجود ان کے علم، قلم، تحریر اور انفرادیت کی لہر سے بزم تفاسیر لاہوری، زندگی کی حرارت اور اُجالے کا احساس دلانے میں کامیاب ہے۔ امام لاہوریؒ کی تعلیم و تربیت، درس و تدریس قرآن، علم و عمل اور فکر و فہم کے وہ آخری چراغ ہیں۔ جن کی ذات میں امام لاہوریؒ کے تمام تفسیری علوم و معارف سمٹ آئے ہیں، تصنیف و تالیف، مکالمہ و مشاہیر اور خطبات و مشاہیر کے بعد امام لاہوریؒ کے تفاسیر کی ترویج و تالیف اور علمی کمالات نے ان کے ارد گرد اپنا حصار قائم کر لیا ہے۔

امام لاہوریؒ کے تفسیری افادات کی حفاظت و اشاعت کے حوالے سے جس طرف بھی دیکھیے اب وہی ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں وہ تمام تفسیری خدمات اور قرآنی علوم و معارف کے فروغ کی مساعی جو کبھی لاہور میں موجود مولانا احمد علی لاہوریؒ کے امتیازات تھے اب وہ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ کی شخصیت کا حصہ ہیں۔ میں نے جن بڑوں کو دیکھا اور جن اکابر کی زیارت و ملاقات کی سعادت سے بہرہ ور ہوا، ان میں حضرت مولانا سمیع الحق کا انداز، رنگ اور ان کی ادائیگی دوسروں سے مختلف ہیں۔ قومی و ملی خدمات، اتحاد و امت کے سلسلہ و وحدت کی بحال دہائی، علمی و معارف کی حفاظت، علمی و معارف کی اشاعت و ترویج، ملک کے ایک بڑے اور عظیم ادارے کا اجتماع، بیس (۳۵) سال سے پاریمینٹ میں نفاذ

شریعت کی جنگ اور اصل کردار کی اس تمام موعظوں کے باعث زما کی سلاخیوں کی ایک ایسی مثال ہے جہاں قلعہ، کروفر اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کو دم مارنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی۔

جب بھی ملنے جاتا ہوں اپنے تمام قلمی مسودات بالخصوص تفاسیر امام لاہوریؒ کے اب تک مرتب کردہ تینوں جلدوں کی کتابت شدہ تمام کاپیاں میز پر رکھ دیتے ہیں، ملتے ہیں تو اتنے والہانہ اور شفقانہ انداز سے کہ سفر کی تھکان سے چور جسم، کثرتِ کار، ہجومِ افکار اور مسائل کے انبار سے بوجھل روح، اطمینان، سکون اور راحت کی اس لذت سے آشنا ہو جاتی ہے جو کم ہی نصیب بنتی ہے تفسیری حوالے سے ان کی گفتگو میں مٹھاس اور ذائقہ ایسا جس کی کیفیت کو الفاظ کی کوئی بھی ترتیب ادا نہیں کر سکتی ادھر بولنے اور ساتھ ساتھ لکھنے کا ایک مخصوص انداز، ہونٹوں کو کاٹنے کی ادا، زبان کو ایک دائرے میں حرکت دیتے رہنا، آنکھوں کی چمک اور لہجے کی دھنک سے فرحت و احساس کے پھول مہکنے لگتے ہیں۔ عمر کی ۸۰ ویں منزل میں قدم رکھ چکے ہیں مگر ان کا حافظہ اسی طرح قوی، ان کی یادداشت جوان، ان کا علم محض، ان کی معلومات مکمل، اور ان کے لہجے زبان اور تحریر کی کاٹ آج بھی تلوار کی کاٹ ہے اپنے وقت کے عالمِ اسلام کی ہر بڑی شخصیت کو انہوں نے دیکھا۔ ہر علمی، ادبی اور سیاسی انسان ان کے سامنے رہا، صاحبِ علم، صاحبِ قلم، صاحبِ حکومت اور صاحبِ زبان افراد کے وہ ہم نشین رہے یا قریب سے گزرے اس لئے فرق مراتب اور فرق کمال کو بخوبی جانتے اور پہچانتے ہیں۔

ان دنوں جبکہ وہ امام لاہوریؒ کی تفسیر کی تکمیل میں مگن رہتے ہیں جب بھی حاضری ہوتی ہے یا چند گھنٹیاں ان کی صحبت میں بیٹھنے کو میسر ہو جاتی ہیں تو خود کو محبتوں اور شفقتوں کی دنیا میں معمور پاتا ہوں اور ایسے لگتا ہے کہ اللہ پاک نے امام لاہوریؒ کے تفسیری علوم و معارف ان کے سینہ بے کینہ میں مغلّ کر دیے ہیں اب خبر سے ان کا خامہ تفسیری افادات کی ترتیب و تالیف میں چوڑیاں بھر رہا ہے اور یہ آج کی بات نہیں تقریباً ۶۵ سال سے ان کا قلم ادب و صحافت اور فکر و تحقیق کے میناروں کا وقار اور حسن ہے اور تفسیری حوالے سے تو ان کے قلم کی روانی کا یہ عالم ہے جب دوسرے تھک جائیں، مڈ حال اور مضطرب ہو کر بیٹھ جائیں وہاں سے ان کی ابتداء اور سفر کی شروعات ہوتی ہیں۔ یکساں انداز، زبان پر قدرت، اسلوب و ادا میں انفرادیت، بیان میں رفعت و شوکت، وقار اور محتانت، امام لاہوریؒ اسطرزِ گفتگو کو طرزِ تحریر کے سانچوں میں ڈھالنا جیسے چاقی تفسیرِ تحریر میں حوالوں اور حواشی کی گنگائی کا بھڑکنے والا اسلوب قرار پائے۔ میرا یہ کہنا بجا اور درست ہے کہ امام لاہوریؒ کے تفسیرات پر ان کی نظر کا مقابلہ فی الوقت کوئی دوسری نظر نہیں کر سکتی میرے سامنے حضرت کی مرتبہ تینوں جلدیں ہیں۔ عنوانات، بطنی سرخیاں، ترتیب

مناہجہ الغرض تالیف تفسیر کا جی نہیں انہیں خوب خوب اظہار کیا ہے تفسیر اللہ اور اللہ پر اس کا کام ایک ادارے کے کام سے آگے ہے۔ امام لاہوریؒ کے حوالے سے تمام تر مسودات، فضلاء کی تحریرات اور خود امام لاہوریؒ کے افادات کو انہوں نے کھنگال کر رکھ دیا ہے۔ تفسیری میدان میں بھی متعلقہ علوم پر بھرپور گرفت ان کا مزاج ہے اس باب میں بھی وہ کسی تساہل اور رعایت کے روادار نہیں۔ مناسب موزون اور مدلل طریقے سے گرفت کرتے ہیں، اطراف و جواب سے بھی بے خبر نہیں رہتے۔

میرے سامنے اس وقت تفسیر امام لاہوریؒ کے مرتب کردہ تین جلدوں کے مسودات ہیں جو صاحب تفسیر کی طرح مرتب کی وسعت علمی، ژرف نگاہی اور تحقیق و عرق ریزی کے ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے وہ نمونے ہیں جنہوں نے ان کو اس دور کے مفسرین امت کی پہلی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ بلاشبہ آج وہ نہ صرف حقانی فضلاء بلکہ علماء دیوبند کے ایک باکمال فرد، ایک برگزیدہ شخصیت، علم و فضل کا عنوان اور کردار و عمل کی اعلیٰ مثال ہیں اور اس دور میں جب ایک کے بعد ایک چراغ بجھ رہا ہے ان کا وجود اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔

۳ ستمبر ۱۹۳۶ء میں گلستان حیات ان کے وجود کی خوشبو سے مہکا، اس خوشبو کی علمی، قلمی، ادبی اور تفسیری حکمرانی کا دور جاری ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا ہے کہ پوری صحت مندی کے ساتھ ان کے تفسیری علم و فضل اور قرآنی فکر و نظر کی قدلیں بھی روشن رہیں اور تفسیر امام لاہوریؒ کا خاص مشن بحسن و خوبی تکمیل پذیر ہو۔ وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد واله وصحبه اجمعين

مولانا عبدالقیوم حقانی ۲۵ فروری ۲۰۱۷ء

(اطلاع عام)

تذکرہ سوانح شیخ المشائخ حضرت مولانا سید محمود (صندل بابا جی)

تمام علماء کرام اور طلباء کرام و عظام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پیر و مرشد شیخ المشائخ حضرت مولانا سید محمود صندلی صاحب المعروف صندل بابا جی کے سوانح عمری اور حالات زندگی لکھی جا رہی ہے، آپ حضرات سے التماس ہے کہ جس ساتھی کے پاس حضرت کے مواعظ، بیانات اور وظائف یا کسی بھی قسم کی معلومات ہوں تو براہ مہربانی درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں:

حضرت مولانا فضل وود حقانی صاحب و علیہما السلام حضرت بابا جی صاحب دارالعلوم محمودیہ دیر بالا ڈاکخانہ وائری بازار مقام نہاک درہ صندل محلہ نرے سس